۴۱۔ قطب الاقطاب سیدی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ

تاریخ ولادت: ۱۱؍رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ — مولد: کاندھلہ

تاریخ وفات: ۱؍شعبان ۱۴۰۲ھ بروز پیر بوقت عصر — مدفن: جنت البقیع، مدینہ منورہ

Demise: 3.40pm, 24 May, 1982

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّآتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا.

سب سے پہلے تو دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان مبارک ایام کو ہمارے لئے بھی بابرکت فرمائے، ہمارے لئے رحمت کا ذریعہ بنائے، مغفرت کا ذریعہ بنائے، دوزخ سے نجات کا ذریعہ بنائے، اس کی قدر پہچاننے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ راتیں چونکہ بہت چھوٹی ہیں، اس لئے بہت مختصر وقت میں میں نے سوچا کہ مختلف شہروں سے آپ حضرات یہاں جو مشقت اٹھا کر تشریف لاتے ہیں، تو کوئی مسئلہ پوچھنے کے لئے یا تعلیم اور علم کے خاطر نہیں۔ وہ تو چھٹیاں ہوچکیں، صرف یہ سوچ کر ہم سب آتے ہیں کہ ہماری ایک

روحانی درس گاہ ہے، اور حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ اور ہمارے اکابر سے ہمارا سلسلہ ہے، تو اس سلسلہ کی برکات سے مستفیض ہونے کے لئے اور روحانیت سے مستفیض ہونے کے لئے میں بھی حاضری دیتا ہوں، اتنی مشقت اٹھا کر یہاں آپ بھی آتے ہیں۔

اس پر میں نے سوچا کہ ہمارا جو روحانی سلسلہ ہے تو روز ہمارے اکابر میں سے ایک کے حالات بیان کئے جائیں، اللہ تعالیٰ ان کی روحانیت سے ہمیں مستفیض فرمائے۔

ولادت باسعادت

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی اس دنیا میں آمد اور آپ کی ولادت باسعادت بھی اسی ماہِ مبارک رمضان میں ہوئی۔ رات گیارہ بجے شب میں ہوتی ہے جو ماہِ مباک کی گیارہویں شب تھی، کاندھلہ میں ولادت ہوئی۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے ایک تحریر خود اپنے متعلق، سب سے پہلی، کسی ضرورت سے لکھی تھی۔ اس میں اخیر میں حضرت نے اپنا نام اس طرح لکھا ہے ''گنہگار بندہ محمد زکریا کاندھلوی ثم الگنگوہی ثم السہارنپوری''۔ حضرت کی کاندھلہ میں ولادت ہوئی، اور وہیں پر حضرت کی ابتدائی نشوونما ہے۔

اس کے بعد ڈھائی برس کی عمر میں والدین کے ساتھ گنگوہ آمد ہوئی اور جب حضرت شیخ قدس سرہ کی عمر سات برس تھی، تب حفظ قرآن شروع کیا اور تکمیل حفظ کے بعد حضرت شیخ کی عمر جب آٹھ برس تھی، اس وقت حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا۔ پھر والد صاحب کے ساتھ سہارنپور منتقل ہوکر عربی کی تعلیم کا آغاز ہوا۔

حضرت فرماتے ہیں کہ بچپن سے والد صاحب کے ساتھ گنگوہ قیام کے دوران حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں کھڑے ہو جانا اور حضرت کے ساتھ کھیلنا اب تک مجھے یاد ہے۔

جب حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اور حضرت مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہاں سہارنپور تشریف لائے، تو اب حضرت شیخ کاندھلوی کے بعد گنگوہی اور اب سہارنپوری بنے۔

سہارنپور پہنچنے کے بعد عربی کی ابتدائی تعلیم شروع ہوئی، اپنے والد صاحب سے بھی پڑھتے تھے، حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تعلیم پائی اور مختلف فنون وغیرہ پڑھے۔

اس زمانہ میں منطق اور فلسفہ کا بڑا زور تھا۔ حضرت نے اخیر تک تمام فنون پڑھ لئے تھے مگر منطق اور فلسفہ نہیں پڑھا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت سہارنپوری قدس سرہ نے حضرت کے والد صاحب حضرت مولانا یحییٰ صاحب سے پوچھا کہ مولوی زکریا نے اب تک منطق اور فلسفہ شاید نہیں پڑھا، کیوں؟

انہوں نے عرض کیا کہ نہیں حضرت! وہ اب پڑھ لے گا۔ اس کے بعد حضرت سہارنپوری نے خود جب ارشاد فرمایا تو یہ بھی جو منطق اور فلسفہ رہ گیا تھا، اس کی کتابیں بھی جلدی جلدی سب نکل گئیں۔

دومرتبہ بخاری شریف

حضرت نے بخاری شریف اور دورہ کی بعض کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں، خاص طور پر بخاری شریف حضرت نے دو دفعہ پڑھی۔ حضرت نے ایک خواب حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا کہ حضرت، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے فرماتے ہیں کہ تم بخاری شریف مجھ سے پڑھو۔

یہ خواب حضرت سہارنپوری سے جب ذکر کیا، تو چونکہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہر کام میں حضرت سہارنپوری قدس سرہ ان کے رفیق اور معاون رہے، اور ان کی غیبت میں ان کے جانشین ہوتے تھے، اس لئے حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت شیخ الہند تو وہاں مالٹا جیل میں ہیں، تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ تم مجھ سے بخاری شریف پڑھو۔ اس لئے حضرت نے پھر دوبارہ بخاری شریف پڑھی۔

تعلیم حدیث کا آغاز

اور احادیث کا ادب زمانۂ طالب علمی میں اس قدر ملحوظ رکھا کہ اس کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مثالی کام لیا، جو صدیوں میں کسی سے لیا جاتا ہے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ میری حدیث کی جب بسم اللہ ہوئی تھی، مشکوٰۃ والد صاحب نے شروع کرائی، تو غسل کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد جب بسم اللہ کرائی، تو بہت دیر تک لمبی دعا کرتے رہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ مجھے تو معلوم نہیں کہ والد صاحب نے کیا دعا کی، مگر میں اپنے دل میں یہ دعا کر رہا تھا کہ الٰہی! یہ حدیث پاک کا جو مشغلہ بہت دیر میں شروع ہوا ہے، تو اب تجھ سے اس کی التجا ہے اور یہ مانگتا ہوں کہ یہ مرتے دم تک نہ چھوٹے۔

چنانچہ ہم نے اس دعا کا اثر وہاں حضرت کے وصال سے تین دن پہلے دیکھا کہ تین دن پہلے حضرت نے مولانا عاقل صاحب مدظلہ العالی سے مسوّدہ منگوایا کہ فلاں مسودہ لاؤ، سناؤ۔

حدیث کا ادب

اور یہ ادب سبق کی حاضری میں اس قدر ملحوظ تھا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا عہد کیا تھا کہ کوئی سبق میرا حدیث کا بلا وضو نہ ہو۔ اگر کبھی کسی ضرورت کی وجہ سے استنجاء وغیرہ کی حاجت ہوتی، تو میں اپنے ساتھی کو کہنی مار دیتا اور میں وضو کے لئے چلا جاتا۔ وہاں تک وہ اس کی کوشش کرتے کہ اپنے استاذ کو کسی نہ کسی طرح مشغول رکھیں تاکہ کوئی حدیث چھوٹنے نہ پائے۔ اس ادب کی برکت سے اور اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت سے وہ حدیث پاک کا کام لیا کہ شاید کسی کی فہمِ حدیث ایسی نہیں ہوگی جیسی حضرت کی تھی۔

ایک شامی بزرگ

اس کو وہ حضرات سمجھتے ہیں جنہوں نے حضرت کی کتابیں لامع الدراری، اوجز المسالک،

کوکب وغیرہ دیکھی ہیں۔ دمشق سے ایک شامی بزرگ مکہ مکرمہ مدرسہ صولتیہ میں آئے تھے، وہاں صولتیہ میں حضرت سے ملے اور حضرت کو چومتے رہے، پھر رونا شروع کیا۔ روتے رہے اور کہنے لگے کہ بخاری شریف کی جو آپ نے شرح لکھی ہے، اس کی ایک جلد ہمارے یہاں آئی تھی، لامع الدراری کی، تیرہ برس پہلے دیکھی تھی۔ اس وقت سے میں دعا کر رہا تھا کہ الٰہی! اس کے مصنف سے تو میری زندگی میں، اس دنیا میں ملاقات کروادے۔ الحمدللہ! آج میری دعا قبول ہوئی۔

اب اتنے بڑے عرب عالم اور شام کا، جو علم کا، روحانیت کا مرکز ہے، اب تک بھی بڑے بڑے علماء وہاں ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں تیرہ سال تک دعا کرتا رہا، میری کوئی نماز ایسی نہیں تھی کہ جس کے بعد میں نے یہ دعا نہ کی ہو کہ الٰہی! اس کتاب کے مصنف سے میری ملاقات کرادے۔ تو وہ روتے ہوئے کہتے ہیں کہ الحمد اللہ! میری سالہا سال کی دعائیں آج قبول ہوئیں۔

حضرت نے ایک سو دس سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائیں اور حضرت کی ایک ایک کتاب ایسی ہے، مثلاً اوجز المسالک، اس میں سے اس کے اجزاء الگ الگ کرنا چاہیں، تو ایک طہارت کے اوپر ایک رسالہ، طلاق پر ایک رسالہ، نکاح پر ایک رسالہ، عقیدہ پر ایک رسالہ، تو تمام مضامین کو الگ کریں، تو میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ کوئی کئی سو کتابیں، چھوٹی بڑی، یا رسالے اس سے مرتب کر سکتے ہیں، صرف اسی ایک کتاب سے۔ یہ ایسی عظیم الشان، مفصل کتاب ہے۔

نرالا انداز

آپ سنتے ہیں فضائل کی اردو کی کتابیں، ان میں آپ دیکھتے ہیں اس طرح کہ زرقانی یہ فرماتے ہیں اور عینی یہ فرماتے ہیں اور حافظ ابن حجر یہ فرماتے ہیں۔ حضرت کا طریقہ ہی، رنگ ہی الگ تھا۔ جس طرح میں بولتا جا رہا ہوں، اپنی طرف سے تشریح کر رہا ہوں، حضرت کے یہاں ایسا نہیں ہوتا تھا۔

حضرت کا انداز اس طرح تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔اس حدیث کی شرح میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ،ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ، یہ صحابی یہ فرماتے ہیں۔اس کی شرح میں فلاں شارح ، ابن حجر یہ فرماتے ہیں،عینی یہ فرماتے ہیں۔تو اب اتنے سارے اقوال کے لئے آپ سوچیں کہ کتابوں میں سے ان مقامات کی تلاش میں کتنی محنت صرف ہوئی ہوگی اور کتنا وقت صرف ہوا ہوگا؟

حالانکہ اردو کی یہ کتابیں ہیں،ان میں بھی ایک صفحہ میں ایک درجن سے زیادہ شراح حدیث کے نام آپ کو ملیں گے،تو اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ یہ دو سطریں جو حضرت نے لکھی ہیں اس کے لئے حضرت نے یہ کتاب اٹھائی،اس کے بعد دو سطر کے بعد پھر مضمون شروع ہوا کہ فلاں نے یہ لکھا،تو دوسری کتاب لی۔اب اس میں تلاش کرنے میں کتنا وقت لگا ہوگا؟

اس کا اندازہ آپ کو اس سے ہوگا کہ ایک دفعہ ایک حدیث کی تلاش تھی **اَلْبَلاءُ مُوَکَّلٌ بِالْمَوْلُوْدِمَا لَمْ یُعَقَّ عَنْهُ** کہ بچہ کا عقیقہ نہ کیا جائے تو اس پر بلا مسلّط رہتی ہے،جب تک اس کی طرف سے عقیقہ نہ ہو۔تو اس حدیث کی تلاش میں حضرت نے فرمایا،وہ کتاب لاؤ۔

پہلے تو حضرت خود ہی سب کچھ کرتے تھے،خود ہی لکھتے تھے۔اخیر سالوں میں خدام سے یہ کام لیتے تھے۔چار پانچ آدمی،جن میں شیخ الحدیث حضرت مولانا یونس صاحب،حضرت مولانا عاقل صاحب اور ہمارے بھائی حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب وغیرہ، وہ تلاش کر رہے ہیں، پورے تین دن اسی حدیث کی تلاش میں لگے رہے، **اَلْبَلاءُ مُوَکَّلٌ بِالْمَوْلُوْدِمَا لَمْ یُعَقَّ عَنْهُ** ۔تو اب اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ حضرت نے کتنی مشقت سے یہ کتابیں تصنیف فرمائیں۔اللہ تعالیٰ حضرت کی روحانیت سے ہمیں مستفیض فرمائے۔

حضرت نے تو فرمایا اپنے متعلق کہ کاندھلوی ثم الگنگوہی ثم السہارنپوری،اور اب اخیر میں ثم المدنی،جیسا میں نے عرض کیا کہ وصال سے تین دن پہلے حضرت نے کتاب کا مسودہ منگوایا اور مولانا عاقل صاحب سے سنا۔

پھر وہاں ہی، مدینہ منورہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت کو قبول فرمایا اور بقیع میں مدفون ہیں۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا کی قبر سے اوپر کی طرف گنتے جائیں، تو وہاں سے چھٹی قبر حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت کے علوم اور فنون سے ہم سب کو بہرہ ور فرمائے۔ ہمیں اللہ تعالی نے ہمارے اکابر کے سلسلوں سے وابستہ کیا ہے جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک مسلسل ہیں، ورنہ کتنی آزاد مخلوق دنیا میں پھر رہی ہے۔ اللہ تعالی اس آزادی سے ہماری حفاظت فرمائے۔

قبر کی مٹی کی خوشبو

حضرت شیخ قدس سرہ کی بقیع میں تدفین کے بعد جب ہم لوگ واپس مدرسہ شرعیہ میں قیام گاہ میں پہنچے، تو پیر صاحب، جانشینِ حضرت، خلف الرشید حضرت مولانا طلحہ صاحب مدظلہ العالی خدام اور تعزیت گذاروں کے درمیان تشریف فرما تھے، اور حضرت پیر صاحب کے کپڑے مٹی میں بھرے ہوئے تھے، جو قبر میں اترنے اور تدفین کے دوران آپ کے جسم اور کپڑوں میں لگی ہوئی تھی۔

اس وقت کمرہ ایک عجیب وغریب اپنی نوعیت میں منفرد قسم کی خوشبو سے مہک رہا تھا، مگر ساتھ ہی خیال یہ بھی ہو رہا تھا کہ تعزیت کے لئے آنے والے حضرات میں سے کسی نے کوئی خوشبو لگائی ہوگی۔ مگر اس وقت بڑی حیرت ہوئی جب کہ حضرت پیر صاحب کپڑے بدلنے کے ارادہ سے نکلے، وہ خوشبو بھی ختم ہوگئی۔

حضرت پیر صاحب جب اوپر کی منزل میں والدہ محترمہ اور گھر والوں کے پاس پہنچے تو وہاں بھی یہ خوشبو محسوس کی گئی اور بطور خاص کپڑوں میں لگی ہوئی مٹی کو سونگھا گیا، تو اس مٹی میں وہ خوشبو بسی ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ جوڑا اسی طرح مٹی آلود تبرکاً محفوظ کرلیا گیا۔

اس کے چند روز بعد احقر اپنے دوست استاذ محمد یعقوب الدھلوی کے مکان پر گیا، اور وہاں

غالبًا یہی تذکرہ آیا۔ یہ سن کر وہ جلدی سے اٹھے، اور اپنے بھائی عبداللہ الدھلوی کی ثوب (عربی کرتہ) لے کر آئے اور کہا کہ اسے سونگھیئے۔تو میں نے محسوس کیا کہ بعینہ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کے جسم اور کپڑوں کی خوشبو ہے۔

(یہ خوشبو ایسی ہوتی تھی جیسی ملتزم اور حجر اسود پر آتی ہے۔ یہ خوشبو حضرت کے جسم اور کپڑوں میں دائمی تھی اور حضرت کے جسم سے الگ ہوئے کپڑوں میں تیس برس کے بعد بھی اب تک یہی خوشبو ان کپڑوں میں ہے۔ چند ماہ پیشتر مدرسۃ الامام محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ پریسٹن کے طلبہ و طالبات نے ''یوم الشیخ محمد زکریا نوراللہ مرقدہ'' منایا تھا، تو میری بیٹی عزیزہ خدیجہ سلمہا ایک جوڑی حضرت کے کپڑے لے گئی تھی۔تو سونگھنے والے حیران تھے کہ ایسی خوشبو غلافِ کعبہ، ملتزم و حجر اسود میں پاتے ہیں۔)

بعینہ یہی خوشبو حضرت پیر صاحب کے ان کپڑوں میں تھی، جن کو پہن کر دفن میں اور حضرت کو قبر میں اتارنے میں شریک ہوئے تھے۔

تب دکتور محمد یعقوب صاحب نے قصہ سنایا کہ حضرت شیخ قدس سرہ کی تدفین میں مٹی دینے میں ہمارے بھائی عبداللہ بھی مولانا طلحہ کے ساتھ ہی تھے۔ وہ تدفین سے فراغت کے بعد جب گھر پہنچے تو سارا گھر خوشبو سے مہک گیا۔ سب کو تعجب تھا کہ یہ خوشبو کس چیز کی ہے۔ بالآخر تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس ثوب (عربی کرتہ) کی مٹی میں یہ خوشبو ہے۔اس وقت سے ہم نے تبرکاً اسی طرح رکھا ہے اور اب تک بھی اس میں وہی خوشبو ہے۔

خلاف معمول ہوائی جہاز کا اترنا

حضرت نے انگلستان کا پہلی مرتبہ جب سفر فرمایا تو برٹش ایئرویز کا جو جہاز جدہ سے لندن بلا توقف چھ گھنٹے میں پہنچاتا تھا، اس میں سفر کیا گیا تھا۔ حضرت نے حسبِ معمول پہلے ہی کھانا پینا ترک کر دیا تھا کہ مبادا جہاز میں استنجاء کی نوبت آئے، مگر دو تین گھنٹہ میں ہی حضرت کو استنجاء کا

تقاضا ہوا۔ پوچھا لندن پہنچنے میں کیا دیر ہے؟ عرض کیا گیا تقریباً تین گھنٹے۔ چلتے جہاز میں استنجاء کے لئے جانے میں حضرت کو سر چکرانے کا ڈر ہوا، ہمیں بھی فکر ہوا کہ کیا کریں۔

اتنے میں کیپٹن نے اچانک اعلان کیا۔ حضرت نے پوچھا، یہ کیا کہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اعلان ہو رہا ہے کہ جہاز کو بلاتوقف سیدھا لندن جانا تھا، مگر ہمیں روم کے مطار سے پیغام ملا ہے کہ ہڑتال کی وجہ سے جو مسافر مطار پر پڑے ہوئے ہیں، انہیں لے کر جاؤ۔ چنانچہ اضطراری طور پر ہمیں اترنا پڑ رہا ہے۔ سن کر حضرت مسکرائے اور مطار پر جہاز کے اتر جانے کے بعد حضرت آرام سے استنجاء سے فارغ ہوئے، تب دوبارہ جہاز منزل کی طرف بڑھا۔

فجر کی نماز کے لئے جہاز کا اترنا

اسی طرح دوسرے سفر انگلستان کے موقع پر جہاز کو سیدھا زامبیا سے لندن جانا تھا اور رات عشاء کے وقت آٹھ بجے زامبیا سے چل کر صبح سات بجے لندن اترنا تھا۔ نظام الأوقات سن کر حضرت نے شروع ہی سے فرمانا شروع کیا تھا کہ جہاز میں اتنے گھنٹے تک مسلسل وضوء رکھنا، جب کہ رات کا وقت بھی ہے، مشکل ہے اور جہاز میں استنجاء، وضوء مشکل ہے۔

اللہ کی قدرت کہ رات ۴ بجے کے قریب حضرت نے پوچھا، صبح صادق ہوگئی؟ ہم نے عرض کیا ہونے والی ہے۔ پوچھا استنجاء، وضوء، نماز کا کیا بنے گا؟

گفتگو جاری تھی کہ اعلان ہوا کہ لندن کے مطار پر جہازوں کی ٹریفک زیادہ ہونے کی بناء پر کچھ دیر ہمیں لندن کی فضاء میں چکر لگانے پڑیں گے۔ جتنا پٹرول ہم نے لیا تھا صرف سیدھا لندن اترنے تک کے لئے کافی تھا، تھوڑی دیر فضاء میں رہنے کے لئے ہمیں مزید پٹرول کی ضرورت ہے، اس لئے پٹرول لینے کے لئے تیونس کے ہوائی اڈہ پر اتر رہے ہیں۔

حضرت نے پوچھا، کیا کہے؟ اس پر اعلان کی تفصیل عرض کی گئی۔ سن کر حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا، الحمد للہ، اللہ نے ہماری نماز کا انتظام فرمادیا۔ چنانچہ جہاز اترنے کے بعد اطمینان

سے حضرت کو استنجاء، وضوء کرا کے نماز پڑھوادی اور بقیہ رفقاء نے نیچے اتر کر باجماعت نماز ادا کی۔

دس منٹ میں ایک ہزار مرتبہ لا الہٰ الا اللہ

مولانا عبدالمنان صاحب میواتی ثم الدھلوی فرماتے تھے کہ میں نے حضرت عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ سے بیعت کی درخواست کی، تو حضرت نے فرمایا کہ تم حضرت شیخ سے بیعت ہو جاؤ۔ چنانچہ سہارنپور حاضر ہوا تو حضرت کتب خانہ میں مجھے اوپر لے گئے۔ میں نے بیعت سے پہلے صفائی سے عرض کر دیا کہ مجھ سے ذکر واذکار تو ہوں گے نہیں۔

حضرت نے بیعت فرمالیا اور اس کے بعد ہزار دانوں والی تسبیح کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اسے اٹھاؤ۔ میں اٹھا کر لایا۔ فرمایا گھڑی دیکھ لو۔ اس کے بعد فرمایا کہ ہر دانہ پر لا الہ الا اللہ پڑھتے رہو۔ حضرت خود بھی پڑھتے رہے، میں بھی پڑھتا رہا۔ تسبیح ختم کر کے فرمایا، اب گھڑی دیکھو۔ میں نے دیکھا کہ دس منٹ کا وقت بھی خرچ نہ ہوا تھا۔ یہ میں نے حضرت کی سب سے پہلی کرامت دیکھی۔

انگلستان کے واقعہ کی ہندوستان میں فوراً اطلاع

۶۸،۶۹ء میں راقم الحروف ایک مرتبہ باٹلی گیا، وہاں کسی مریض پر جن تھا۔ میں نے جنات کے جلانے کے تعویذات لکھ دئے۔ بحمداللہ، اسے آرام ہو گیا، مگر گھر پہنچتے ہی چھ سات دن بعد ہی حضرت کا گرامی نامہ موصول ہوا، جس میں تاکیدی حکم تحریر تھا کہ جناتوں کو نکالنے، جلانے کے عملیات سے گریز کریں کہ اس سے نقصان کا اندیشہ ہے۔ اور پھر حضرت نے اپنے تعویذات کی مکرر اجازت مرحمت فرمائی کہ صرف یہی تعویذ لکھا کریں۔

میری اس حرکت کے فوراً بعد حضرت کا گرامی نامہ یا تو حضرت کے کشف کے نتیجہ میں آیا یا جناتوں نے شکایت کی ہوگی۔ اس لئے کہ حضرت کے درس میں، مجلس میں، بکثرت جنات آیا

کرتے تھے۔

بیلجیم میں تبلیغی جماعت کو تسلی دینا

غالباً ؁ء میں بنگلہ دیش کی ایک جماعت کو لے کر مولانا لطف الرحمٰن صاحب سلہٹی روم وغیرہ ہوتے ہوئے بیلجیم پہنچے۔ وہاں امیگریشن والوں نے جماعت والوں کو روک لیا اور ساتھی ویزا کے بارے میں پریشان و متفکر تھے۔

مولانا لطف الرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ سب ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ذرا سی آنکھ بند کی تو حضرت شیخ قدس سرہ کو دیکھا اور حضرت نے فرمایا، پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں، آپ لوگ اطمینان رکھیں۔ چند ہی لمحات ابھی گذرے تھے کہ افسران نے آکر ہمیں ویزا جاری کر دیا۔

تشویش پر اطلاع

مفتی مقبول احمد صاحب کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ اتفاق سے انہیں دنوں میں حضرت نے صوفی محمد اقبال صاحب سے دریافت فرمایا کہ کوئی اچھی آواز سے نعت پڑھنے والے ہیں؟ صوفی جی نے میرا نام لیا۔

حضرت نے فرمایا کہ اس سے کہہ دینا کہ رات عشاء کے بعد سنیں گے۔ صوفی جی نے جب مجھے بتایا تو میری حالت خراب ہوگئی۔ میں نے عرض کیا کہ میں حضرت کے سامنے نہیں پڑھ سکوں گا۔ صوفی جی نے فرمایا کہ اب تو حضرت عشاء کے بعد سننے کو فرما چکے ہیں۔ مفتی مقبول صاحب فرماتے ہیں کہ میں دعائیں کرنے لگا، یا اللہ! کسی طرح مجھے حضرت کے سامنے نہ پڑھنا پڑے۔ چنانچہ عشاء کے بعد حسبِ ارشاد میں حاضر خدمت تو ہوگیا۔ حضرت نے مجھے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا، ہم نے سننے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

اسی طرح مفتی مقبول احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حاضری کے موقع پر حضرت سے

سلام، مصافحہ تو ہوگیا، مگر حضرت نے خصوصیت کے ساتھ مجھے پوچھا نہیں۔ اس پر دل پریشان رہنے لگا یہاں تک کہ دو تین دن گذرنے پر روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر عرض کیا، یا رسول اللہ! حضرت شیخ اگر مجھے بھول گئے اور حضرت شیخ کے ہاں سے اس طرح تعارف ختم ہوگیا، تو میرا کیا ہوگا۔

اس کے بعد معمول کے مطابق عصر کی نماز کے بعد مجلس میں حاضر ہوا اور مجلس کے اختتام پر حاضرین کے ساتھ میں نے بھی مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا، تو حضرت نے قوت سے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ کر فرمایا، میں تمہیں بھولا نہیں ہوں۔

کشف وکرامات اور اتباع سنت

مقبولانِ بارگاہِ ایزدی کے لئے الٰہی قانون ہے کہ جب یہ حضرات اپنے قول وفعل، حرکت وسکون، سکوت وتکلم، ملاحظہ ومراقبہ، غرضیکہ عام احوال میں رضاءِ الٰہی کے متلاشی بن جاتے ہیں اور رضاء باری تعالی کو اپنا مقصود ومحور بنالیتے ہیں، تو اللہ تعالی خرق عادت اور اسباب سے بالاتر اموران کے ہاتھ پر صادر فرما کر ان کا اعزاز واکرام فرماتے ہیں، جسے کرامت کہا جاتا ہے۔

مذکورہ واقعات صرف ''مشتے نمونہ از خروارے'' کی قبیل سے ہیں، ورنہ وہاں تو ہر وقت کے حاضر باشوں کی زبان پر ڈر کے مارے یہ دعا رہا کرتی ہے، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي۔ اس لئے کہ خدام میں سے جب کوئی حاضر ہوا اور اس کا دل کہیں اور گھوم رہا ہے، تو حضرت فوراً ترنم سے یہ شعر پڑھتے:

بولو نسیم بولو، بولو نسیم بولو
نگاہیں تو ملالیں، دل کہاں ہے

مگر اہل حق کا شیوہ اور شعار رہا ہے کہ وہ بجائے ان کشف وکرامات کے، ان امور کے جویا اور متلاشی ہوتے ہیں، جن پر ان اللہ والوں کو اللہ تعالی کی طرف سے اعزاز واکرام ملا اور پھر حتی

المقدوران امور کے اتباع کی کوشش کرتے ہیں، مگران کشف وکرامات کے لئے نہیں۔

چنانچہ حضرت قطب الأقطاب حضرت شیخ قدس سرہ کی عملی زندگی پر نگاہ ڈالی جائے تو وہاں زہد وقناعت، ریاضت ومجاہدہ، ایثار وہمدردی، جفاکشی ووفاشعاری کی ایسی داستانیں نظر آتی ہیں کہ قرب قیامت کے اس انحطاط پذیر دور میں پڑھنے والوں کے ظرف شاید اس کے متحمل نہ ہوں، اور اسے معتقدین ومسترشدین کی مبالغہ آرائی پر محمول کریں۔ پھر بھی سادہ فطرت انسانوں کے فائدہ کے لئے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

طلب علم کے لئے یکسوئی

نوعمری کے ایام بظاہر غیر شعوری اور کھیل کود کے ہوتے ہیں، مگر مستقبل کی تابناکی اور تاریکی کا مدار عمر کا یہی حصہ ہے۔ حضرت شیخ نے اپنا یہ دور سہارنپور میں اس قدر یکسوئی اور تنہائی، علمی انہماک، بلکہ طلب علم کے لئے قیدِ تنہائی میں گذارا۔

کہ فرماتے ہیں کہ انہی دنوں میرا قیام والد صاحب کے ساتھ مدرسہ قدیم میں تھا۔ ایک مرتبہ میرے جوتے گم یا چوری ہوگئے، تو چھ ماہ تک دوسرے جوتے خریدنے کی نوبت نہیں آئی، اس لئے کہ بیت الخلاء کے لئے کھڑاؤں یا کسی کے پرانے جوتے پڑے رہتے تھے اور چھ ماہ تک مجھے مدرسہ قدیم کے دروازہ سے باہر جانے کی نوبت نہیں آئی۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ مدرسہ قدیم کسی وسیع احاطہ کا نام نہیں، بلکہ ایک چھوٹی سی مسجد، کتب خانہ، اور پانچ سات حجروں پر مشتمل ایک صحن کا نام ہے۔

حدیث کا ادب

دورۂ حدیث میں کتابیں پڑھتے وقت حضرت کی عمر سترہ، اٹھارہ سال ہوگی۔ اس وقت بھی حدیث پاک کے ادب کا یہ عالم کہ حضرت شیخ نے اپنے ایک ساتھی کے ساتھ یہ طے کر رکھا تھا کہ کوئی حدیث بلا وضوء کے نہیں پڑھیں گے اور کوئی حدیث بھی استاد کے سامنے پڑھنے سے نہ

رہیں گے۔اساتذہ کے سامنے اس تقدس کا اظہار بھی فَلَا تُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ کے منافی تھا،اس لئے دونوں ساتھیوں میں سے کسی کا وضوء ٹوٹ گیا،تو ساتھی کی واپسی تک درس میں موجود ساتھی استاد سے سوال و جواب، اشکال و اعتراض کرتا رہتا، یہاں تک کہ ساتھی وضوء کر کے آتا، تب سبق آگے چلتا۔

تاریخ مشائخ چشت

ابتداء ہی سے علمی انہماک اور تصنیف وتألیف، تدریس وافادہ میں مشغولی کے باوجود یہ ظاہری علم حضرت کے لئے 'باطن کی دولت' سے سدراہ نہیں بنا، بلکہ دورہ سے فراغت کے فوراً بعد انیس سال کی عمر میں سب سے پہلے تاریخ وتصوف وسلوک کے موضوع پر حضرت کے قلم سے جو کتاب نکلی، وہ (تاریخ مشائخِ چشت) ہے۔اس قدر جامع، مختصر، صحیح کتاب ان بزرگوں کے احوال میں شاید دوسری اور کوئی نہیں ہے۔غرضیکہ علم شریعت وطریقت کا تصنیفی اعتبار سے حضرت نے یہیں سے امتزاج رکھا ہے، جو امتزاج اصل علم اور اصل تصوف کے لئے ہر دو حلقہ میں حضرت کے امتزاج کا بالآخر باعث بنا۔

دنیا سے بے رغبتی کا عالم یہ تھا کہ دورہ سے فراغت کے ساتھ ہی میدانِ تدریس میں حضرت نے قدم رکھا تو والد ماجد مرحوم کے بارِ قرض کی بنا پر بعض بزرگوں کے اصرار پر مدرسہ سے تنخواہ لینا شروع کیا، مگر اس کے بعد جلد ہی نہ صرف تنخواہ لینا موقوف کر دیا، بلکہ ماضی کی لی ہوئی تنخواہ بھی واپس کر دی۔

حضرت شیخ اور رائلٹی

تصنیف وتالیف کا سلسلہ حضرت صرف چودہ سال کی عمر میں زمانہ طالب علمی ہی سے شروع فرما چکے تھے جو وصال سے دو تین دن پہلے تک جاری رہا۔تصانیف کی کل تعداد ایک سو سے متجاوز ہے، جن میں بعض تصانیف ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں، جیسا کہ اوجز

المسالک۔

اس کے باوجود حضرت نے اپنی اس قدر مقبول کثیر الاشاعت ،کثیر العدد کتب کے حق اشاعت کو عام کر دیا، اور اپنے لئے حقوق طبع کو محفوظ کرانے کی بجائے عام اجازت کا اعلان فرما دیا۔ یہی نہیں بلکہ جو بھی حضرت کی کتب طبع کرواتا، حضرت اس کی حوصلہ افزائی اس طرح فرماتے کہ چند ایک ہزار اپنی طرف سے لاگت ادا کر کے چھپواتے، اور اسی کی معرفت تقسیم کرواتے۔ اس طرح بلا مبالغہ کروڑوں روپے کی کتب مفت تقسیم کروائی ہوں گی۔

سفر کی شرائط

افریقہ اور انگلینڈ کے جو آخری سفر ہوئے اس میں حضرت کی اہم شرط یہ ہوتی تھی کہ ٹکٹ اپنا اور اپنے رفقاء کا میں خود ادا کروں گا، اور وہاں کسی سے کوئی ہدیہ وغیرہ نہیں لوں گا۔ چنانچہ دونوں سفروں میں حضرت نے کسی سے کوئی ہدیہ وغیرہ قبول نہیں فرمایا۔

جود وسخا

جود وسخا کا یہ عالم تھا کہ پچاسوں خاندانوں کے گویا حضرت ہی کفیل تھے۔ اس کے علاوہ متعارف علماء اور اہل شہر میں سے کسی کے ہاں شادی ،غمی کا کوئی موقعہ ہو، تو بعضوں کے کل اخراجات حضرت اپنی طرف سے ادا فرماتے، اور بعضوں کی گرانقدر نقد رقوم سے مدد فرماتے۔

رمضان المبارک میں اتباعِ سنت میں یہ جود وسخا موسلا دھار بارش کی طرح برستی اور آنے والے مہمانوں میں سے جن کو بھی حضرت نام سے جانتے تھے، ان کے حصہ کا لفافہ ضرور بنتا، اور اس قدر چپکے چپکے یہ کام ہوتا کہ کسی کو ہوا بھی نہ لگتی، حتی کہ برابر والے معتکف کو بھی یہ پتہ نہ چلتا کہ میرے ساتھی کے پاس کیا عطیہ آیا۔ اگر کسی کو ہدیہ دیتے وقت کوئی تیسرا شخص پہنچ بھی جاتا، تو حضرت فرماتے کہ لفافہ تم رکھو، اس کا مد میں بعد میں بتاؤں گا۔ ایک مرتبہ رمضان المبارک کے ابتدائی تین دن کی سخاوت کی مقدار ایک لاکھ روپے نقد تھی۔

دنیا کی نعمتوں سے زہد کا حال

ایک مرتبہ عید کے موقع پر بچی نے نئی چپل کی فرمائش کی، تو نئے چپل کی بجائے پرانے پر تیل لگا کر بچی کو تسلی دی کہ دیکھو، اب یہ نئے ہو گئے۔

حضرت کا ایک کرتہ تھا جو سردیوں میں چھ ماہ تک مسلسل حضرت کے جسم پر رہتا، جو حضرت نے سترہ سال استعمال فرمایا ہے۔ ایک پائجامہ کے متعلق فرمایا کہ دس سال سے میرے استعمال میں ہے۔

حضرت کے کمرہ کا فرش ایک چٹائی تھی، جو ۳۵ سال سے بچھی ہوئی تھی۔ ایک مہمان نے جرأت کر کے دوسری چٹائی اس کی جگہ بچھا کر اسے ہٹا دیا۔ جب حضرت تشریف لائے، دیکھا تو شدید ناراض ہوئے اور پرانی کو دوبارہ بچھوایا۔

حکیم صاحب کے متعلق حضرت فرماتے ہیں، جو حضرت کے ہم عمر اور دوستوں میں سے تھے، بعد میں ان سے عزیز داری قائم ہوئی، کہ وہ اپنی پرانی لنگیاں مجھے دے دیتے تھے، میں انہیں عمامہ کے لئے استعمال کرتا۔ جب وہ بالکل پھٹ جاتیں، تب اس کے الگ الگ چیتھڑے بنا لیتا اور میرے کتب خانہ میں رکھے رہتے اور پسینہ پوچھنے کے کام آتے۔ جتنی اچھی عمدہ چیزیں ہوتیں، وہ دوسروں کو عنایت فرما دیتے۔

صوفی عبد الأحد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آم آئے۔ حضرت نے فرمایا اچھے الگ کر دو اور اساتذہ کے ہاں اور گھر والوں میں پہنچا دو اور جو چلے ہوئے ہوں، وہ ہمارے لئے کاٹ لو۔ صوفی جی کو کچھ تردد ہوا، تو فرمایا کہ اچھا کھایا ہوا گل سڑ جاتا ہے، دوسروں کو دیا ہوا باقی رہتا ہے۔

مفتی محمود صاحب گنگوہی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے صرف پوچھا کہ بٹیر کہاں ملتے ہیں؟ اس کے فوراً بعد ہی پنجاب اور دور دور سے پنجرے بھر بھر کے بٹیر اور پرندے آنے شروع ہو

گئے (حالانکہ وہاں تک کسی نے اطلاع بھی نہیں کی تھی)۔ دیکھ کر حضرت رونے لگے، اور زبان پکڑ کر کے عرض کیا، ''یا الٰہی! تو معاف فرمادے۔ اس سے نہ معلوم کیا کیا نکلتا ہے اور یہ کیا کیا بولتی رہتی ہے۔'' تب جاکر پرندوں کا آنا موقوف ہوا۔

یہاں برطانیہ دارالعلوم میں قیام کے دوران، میں کھانا طباق میں لے کر گیا۔ تو حضرت نے فرمایا، ایک آدھ نوع کا کھانا ہو، تو کھایا جاتا ہے۔ کئی انواع دیکھ کر پھر اشتہاء ختم ہوجاتی ہے، اس لئے ایک ہی نوع کا کھانا لایا کرو۔

نماز وتلاوت

تلاوت ونماز کا حال یہ تھا کہ رمضان المبارک میں آخری سالوں میں تہجد میں دو گھنٹے، چاشت میں تین گھنٹے، اوابین میں ایک گھنٹہ، یعنی نوافل میں چھ گھنٹے خرچ ہوتے تھے۔

تلاوت کا حال یہ تھا کہ غیر رمضان میں روزانہ کا معمول سارے دینی کاموں کے ساتھ تقریباً دس پاروں کا تھا، ہر تیسرے دن ختم قرآن۔ ہر روزنامچہ میں اس کا کبھی تو اندراج ہوتا ''ختمہ''، اور کبھی کسی کے انتقال کی اطلاع ملتی، تو یہ لکھواتے ''ختمہ لفلان''۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم تین ساتھیوں نے ایک مرتبہ سوچا کہ امام اعظم ابوحنیفہ ماہ مبارک میں روزانہ ایک ختم قرآن دن کو، ایک رات کو فرماتے تھے۔ تو ہمیں ایک رمضان ایسا گذارنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ نے اس رمضان میں ۵۶ قرآن شریف پڑھے تھے۔

روزے

روزوں کا حال یہ تھا کہ بڑھاپے میں کافی طویل عرصہ کے بعد طویل قیام کے لئے حرمین میں حاضری ہوئی تو مئی جون کی سخت گرمیوں میں مسلسل بلا ناغہ روزے رکھنے شروع کئے، اور ساتھ افطار اور سحر میں بھی کھانا برائے نام تھا۔ خدام وخواص کی طرف سے درخواست واصرار کے باوجود کہ نقاہت ہوجائے گی، پورا سال حضرت نے روزے رکھے۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ تو حضرت پر کبھی فرض نہیں ہوئی، جیسا کہ صوفی محمد اقبال صاحب نے حضرت کی زبانی نقل کیا ہے۔ کیوں کہ جو کچھ بھی آتا، اُسے آگے چلتا کر دیتے تھے، جمع کر کے نہیں رکھتے تھے، جیسا کہ صدقات وخیرات کا اجمالی حال معلوم ہو چکا۔

آخری حج

ویسے تو حضرت نے متعدد حج فرمائے، مگر وصال کا وقت من جانب اللہ معلوم ہو گیا ہوگا، اس لئے اتباعِ سنت میں آخری سال بالخصوص آپ نے حج فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے بعد چند ماہ میں اس عالم سے تشریف لے گئے تھے۔ حالانکہ حج کے ایام میں حضرت کی نقاہت کو دیکھ کر سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ حضرت حج کر سکتے ہیں، مگر اتباعِ سنت کے جذبہ نے ناممکن کو حقیقت بنا دیا۔ حضرت نے آخری حج ادا فرمایا۔

اتباعِ سنت

ہمارے مشائخ کے ہاں سب سے بڑی کرامت اتباعِ شریعت واتباعِ سنت ہے۔ حضرت کی زندگی کا یہ باب اتنا وسیع ہے کہ اس پر سینکڑوں الفاظ لکھے جا سکتے ہیں۔ صوفی محمد اقبال صاحب نے حضرت ہی کی حیات میں ''حضرت شیخ واتباعِ سنت'' کے نام سے ایک تصنیفی سلسلہ شروع کیا تھا، جس کا ایک جُز طبع ہوا ہے۔

غیر مسلموں میں تبلیغ کے لئے بے چینی

غالباً ۹ے ء کی مدینہ طیبہ حاضری کے دوران ایک روز احقر حضرت کی قیامگاہ کے برابر خدام والے حجرہ میں تھا کہ حضرت کے خادم محمد اعجاز چمپارنی آئے اور فرمایا، حضرت یاد فرما رہے ہیں۔ احقر حاضر ہوا تو حضرت نے زار وقطار روتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سن، یہ کیا کہہ رہا ہے۔

بھائی اعجاز صاحب نے کہا، میں نے حضرت سے پوچھا کہ وہ غیر مسلم حضرات جنہوں نے اسلام کا نام بھی نہیں سنا اور جنہیں اسلام کی کوئی تبلیغ بھی نہیں کی گئی، کیا انہیں عذاب ہوگا؟ اور ان میں اسلام کی تبلیغ نہ کرنے کا ہم سے سوال ہوگا؟ یہ سن کر حضرت نے روتے ہوئے ارشاد فرمایا، اس پر ضرور کام ہونا چاہئے، اور اس موضوع پر اسلام کے محاسن پر کتابیں ہونی چاہیئں۔

میں نے اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں کے نام گنوائے، جن میں بطورِ خاص حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب کی کتاب اسلام کیا ہے؟ کا بھی ذکر کیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا، انگریزی میں بھی ایسی کتابیں ہونی چاہیئں۔

میں نے عرض کیا کہ اس کام کے لئے مولانا ابراہیم صاحب ڈیسائی زیادہ موزوں ہیں، جو ہمارے دار العلوم کے استاذ حدیث ہیں اور یہ کام ان کے ذوق کے موافق ہے۔ حضرت نے فرمایا ان سے ضرور لکھواؤ اور میں اسے طبع کرادوں گا۔

چنانچہ چند روز بعد ہی جب حضرت کا انگلینڈ کا سفر ہوا تب وہاں دار العلوم میں ایک دن میں مولانا ابراہیم ڈیسائی صاحب کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے تعارف کے بعد عرض کیا کہ مولانا یہ کام شروع کر رہے ہیں اور پوچھ رہے ہیں کہ کس نوعیت کی کتاب لکھی جائے؟

حضرت نے فرمایا کہ خوب وضاحت کے ساتھ اسلام کی خوبیاں بیان کر کے غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دی جائے اور اس کام کے لئے حضرت نے انہیں بہت دعائیں دیں۔ اور اس کے بعد فوراً ہی مولانا موصوف نے یہ کام شروع کر دیا، مگر مقدر کہ اس کے چند ماہ بعد ہی دار العلوم کے اساتذہ کی کار کے حادثہ کا عظیم سانحہ پیش آیا، جس میں چار اساتذہ اور دار العلوم کے ایک مخلص خادم شہید ہوئے۔ اور مولانا کی شہادت کے بعد موصوف کے علمی ذخیرہ میں بیسیوں اوراق ہیں، جن پر محاسن اسلام کا عنوان تھا۔

کاش کہ یہ ذخیرہ مرتب ہوجاتا کہ یہ کام حضرت کے حکم اور حضرت کی دعاؤں سے شروع کیا

گیا تھا۔

تواضع وانکساری

ان کے باوصف فَلَا تُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى پر عمل کا یہ عالم تھا کہ دار العلوم میں حضرت کے قیام کے دوران سالانہ جلسہ دستار بندی ہو رہا تھا، بیانات ہو رہے تھے، حضرت کے حجرہ تک بھی آواز پہنچ رہی تھی کہ ''یہ سب حضرت ہی کی دعا اور توجہات کا ثمرہ ہے''، تو سن کر حضرت نے روتے ہوئے ارشاد فرمایا، ''تو نے حدیث میں یہ نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی فاسق وفاجر سے بھی اپنی دین کی مدد لے لیتے ہیں''۔

سہارنپور میں راستہ گذرتے ہوئے کتے کو بھونکتا ہوا دیکھتے تو اسے خطاب کر کے فرماتے، ''ارے بھائی، جا! میں ہی تیرا بھائی یہاں کافی ہوں''۔

بیداری میں ملک الموت کی زیارت

آخری ایام میں تہجد کے وقت جب میں وضو کرانے لگا، پوچھا ''کون؟''میں نے عرض کیا، یوسف۔ فرمایا، ''آج پھر ملک الموت آئے تھے''۔

میں نے پوچھا، حضرت نے کوئی خواب دیکھا؟ فرمایا، ''نہیں، میں لیٹا ہوا تھا، بیدار ہی تھا کہ تشریف لے آئے اور مسکراتے ہوئے بڑی دیر تک باتیں کرتے رہے''۔

ملک الموت کی بیداری میں یہ دوسری زیارت تھی۔ پچیس تیس سال پہلے کی زیارت کا قصہ مفتی مقبول احمد صاحب حضرت سے سنا ہوا بیان فرماتے ہیں کہ:

''مجھے پیشانی پر ایک بڑا دُنبُل نکلا۔ حکیمی علاج جاری تھا۔ اس سلسلہ میں ایک علاج کے متعلق یہ بتایا گیا کہ اس دوا سے سارا مواد تحلیل ہو جائیگا۔ رمضان کی راتیں تھیں اور سحری کھانے میں ابھی کافی دیر تھی۔ تکلیف مجھے اتنی شدید ہوگئی کہ میں یہ سمجھا کہ یہ میرا آخری وقت ہے۔ گھر والوں سے باصرار میں نے سحری کھانے کو کہا، یہ سوچ کر کہ اگر میں مر گیا تو یہ سب سحری کھانے

سے رہ جائیں گے۔ اسی تکلیف کی شدت میں میں کبھی آنکھیں کھول رہا تھا، کبھی بند کر رہا تھا کہ اب ملک الموت آنے والے ہوں گے، مگر وہ تکلیف ورم کے تحلیل ہونے کی تھی۔

آہستہ آہستہ مجھے افاقہ ہوگیا اور حسبِ معمول صبح جب میں اوپر کتب خانہ میں تھا، نیچے سے سیڑھی کا دروازہ بند تھا، مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک خوبصورت آدمی میرے سامنے کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ تم کون؟ کہنے لگے وہی جن کا تم رات انتظار کر رہے تھے۔ میں نے کہا کہ ملک الموت؟ تو فرمانے لگے جی! میں نے کہا کہ پھر، اب لے چلئے۔ فرمانے لگے، ابھی نہیں، آپ سے ابھی اور کام لینا ہے۔''

خواب میں ملک الموت کی زیارت

برطانیہ کے دوسرے سفر میں شدت ضعف کی بناء پر جب حضرت ہسپتال داخل کئے گئے، داخلہ کے دوسرے دن ہمیں حالت تشویشناک معلوم ہوئی، اس قدر کہ لندن سے مدینہ طیبہ تک کے خصوصی طیارہ کے لئے بھی بات چیت کر لی گئی۔ جب حضرت صحت مند ہوکر دارالعلوم واپس تشریف لائے اور اس کا تذکرہ آیا، تو حضرت نے فرمایا کہ ''میرے مرنے کا فکر نہ کرو، میں ابھی مرتا نہیں ہوں، مجھ سے وعدہ ہے''۔

اس کے بعد فرمایا کہ ''ملک الموت کی زیارت والا خواب تو تم نے سنا ہوگا کہ میں ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں بیمار ہوا۔ اسی دوران میں نے خواب دیکھا۔ دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان میرے پاس آئے۔ میں نے پوچھا، کون؟ کہنے لگے، ملک الموت۔ میں نے کہا، پھر لے چلئے۔ فرمانے لگے، یہاں نہیں، جب آپ مدینہ طیبہ پہنچیں گے میں وہاں آؤں گا۔

اس کے بعد مکہ مکرمہ سے جب میں مدینہ طیبہ آ گیا تو خواب میں دیکھا کہ وہ خوبصورت نوجوان کی شکل میں جا رہے ہیں۔ میں نے کہا ارے، تم نے کہا تھا کہ جب مدینہ طیبہ پہنچ جاؤ گے تو میں آؤں گا، اب میں پہنچ گیا ہوں، تو ہنس کر فرمانے لگے، ابھی تم سے کچھ اور کام لینا ہے''۔

انتقال سے تقریباً تین دن قبل حضرت نے کونے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ’’دیکھو! وہ شیطان کھڑا ہے تمہیں نظر آ رہا ہے؟‘‘ (حسبِ نظام پہنچ تو گیا جیسا کہ احادیث میں خبر دی گئی ہے، مگر آگے بڑھنے کی جرأت کہاں سے لائے؟)

تین چار روز قبل ہی مولوی نجیب اللہ صاحب حضرت کو استنجاء کرا رہے تھے، میں برابر والے کمرہ میں تھا، رات بارہ بجے کے بعد کا وقت تھا، باہر کوئی زور سے دو مرتبہ چیخا، نجیب اللہ، نجیب اللہ۔ میں بھاگا ہوا فوراً گیا تو وہاں نہ کوئی آدم تھا، نہ آدم زاد۔

بالکل اسی طرح اماں جی کے ساتھ بھی یہی قصہ پیش آیا کہ وہ قرآن ختم کر کے مرحومین میں سے کسی کے لئے ایصال ثواب کرنا چاہتی تھیں، بڑے زور سے ان کا نام لے کر انہیں کسی نے پکارا، حالانکہ گھر کے دو تین افراد کے سوا ان کا نام بھی جاننے والا وہاں کوئی نہیں تھا۔

یقیناً یہ ہاتفِ غیبی کی طرف سے پکار تھی، مقصد اللہ ہی کو معلوم۔

ذیل میں حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی بعض تصنیفات وتالیفات درج ہیں:

۱۔الابواب والتراجم للبخاری　　۲۔الاعتدال فی مراتب الرجال

۳۔آپ بیتی　　۴۔اختلاف الائمۃ

۵۔اصول حدیث علی مذہب الحنفیۃ　　۶۔اضافہ بر اشکال اقلیدس

۷۔اکابر علمائے دیوبند　　۸۔اکابر کا رمضان

۹۔اوجز المسالک شرح موطا امام مالک رحمہ اللہ

۱۰۔تاریخ مشائخ چشت　　۱۱۔تاریخ مظاہر العلوم

۱۲۔تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور ان کے جوابات

۱۳۔تحفۃ الاخوان فی بیان احکام تجوید القرآن

۱۴۔تقریر بخاری شریف　　۱۵۔تقریر نسائی شریف

۱۶۔تقریر مشکوۃ شریف　　۱۷۔تلخیص البذل

۱۸۔تلخیص المؤلفات والمؤلفین
۱۹۔تین مکتوبات مع اضافات
۲۰۔جامع اختلافات الصلوۃ
۲۱۔جزءاختلافات الصلوۃ
۲۲۔جزءالاعمال بالنیات
۲۳۔جزءافضل الاعمال
۲۴۔جزءامراءالمدینہ
۲۵۔جزءانکحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۶۔جزءالجہاد
۲۷۔جزء حجۃ الوداع وعمرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۸۔جزءرفع الیدین
۲۹۔ جزءروایات الاستحاضۃ
۳۰۔جزءصلوۃ الاستسقاء
۳۱۔ جزءصلوۃ الخوف
۳۲۔جزءصلوۃ الکسوف
۳۳۔جزءطرق المدینہ
۳۴۔جزءالمناط
۳۵۔جزءالمبہمات فی الاسانید والروایات
۳۶۔جزءالمعراج
۳۷۔جزءمکفرات الذنوب
۳۸۔جزءملتقط المرقاۃ
۳۹۔جزءوفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۴۰۔جزءاولیات القیامۃ
۴۱۔جزءتخریج حدیث عائشۃ فی بریرۃ
۴۲۔حکایات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
۴۳۔حواشی الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ
۴۴۔حواشی اصول الشاشی
۴۵۔حواشی بذل المجہود
۴۶۔حواشی کلام پاک
۴۷۔حواشی مسلسلات
۴۸۔حواشی الہدایہ
۴۹۔خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی
۵۰۔ڈاڑھی کا وجوب
۵۱۔رسالہ التقدیر
۵۲۔رسالہ اسٹرائک
۵۳۔رسالہ دراحوال قراء سبعہ (البدور السبعہ مع نجومہم الاربعۃ العشر)
۵۴۔رسالہ فرائد حسینی
۵۵۔رسالہ مجدّ دین ملت

۵۶۔رسالہ معمولات برائے طالبین — ۵۷۔رسالہ نسبت واجازت

۵۸۔رسالہ نصائح حج ومکتوب گرامی — ۵۹۔سیرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۰۔شذرات الحدیث — ۶۱۔ شرح الفیہ

۶۲۔ شرح جزری — ۶۳۔شرح سلم العلوم

۶۴۔ضمیمہ خوان خلیل — ۶۵۔فتنۂ مودودیت

۶۶۔فضائل تبلیغ — ۶۷۔فضائل تجارت

۶۸۔فضائل حج — ۶۹۔فضائل درود شریف

۷۰۔فضائل ذکر — ۷۱۔فضائل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

۷۲۔فضائل صدقات — ۷۳۔فضائل عربی زبان

۷۴۔ فضائل قرآن — ۷۵۔فضائل نماز

۷۶۔قرآن مجید اور جبریہ تعلیم

۷۷۔کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات

۷۸۔الکوکب الدری علی جامع الترمذی — ۷۹۔لامع الدراری علی صحیح البخاری

۸۰۔المؤلفون والمؤلفات — ۸۱۔مختصات المشکوۃ

۸۲۔مشائخ تصوف — ۸۳۔مشرقی کا اسلام

۸۴۔معارف الشیخ (مکتوبات مشتمل بر مضامین اربعہ)

۸۵۔معجم رجال تذکرۃ الحفاظ للذہبی

۸۶۔معجم الصحابۃ التی اخرج عنہم ابوداؤد الطیالسی فی مسندہ

۸۷۔معجم المسند الامام احمد — ۸۸۔ مقدمہ ابن ماجہ شریف

۸۹۔مقدمہ ارشاد الملوک — ۹۰۔مقدمہ اکمال الشیم

۹۱۔مقدمہ بخاری شریف — ۹۲۔مقدمہ بذل المجہود

۹۳۔مقدمہ ترمذی
۹۴۔مقدمہ شمائل ترمذی
۹۵۔مقدمہ طحاوی شریف
۹۶۔مقدمہ علم حدیث
۹۷۔مکتوبات بنام اکابر
۹۸۔مکتوبات تصوف
۹۹۔مکتوبات علمیہ
۱۰۰۔موت کی یاد
۱۰۱۔میری محسن کتابیں
۱۰۲۔نظام مظاہر علوم
۱۰۳۔الوقائع والدہور

یہاں تک مذکورہ تصانیف تو سب حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ ہی کی اپنی تحریر کردہ تالیفات و تصنیفات تھیں۔

اب جو کتابیں درج کی جارہی ہیں، یہ ایسی ہیں جن کی تصنیف وتالیف یا ترتیب کا حکم حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ نے فرمایا، اور پھر تکمیل کے بعد انہیں بالاستیعاب حضرت نے بذات خود سن کر پسند فرمایا۔ اگرچہ ان کی نسبت براہِ راست حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی طرف بھی ہوسکتی تھی، حضرت نے ان تالیفات کے بارے میں یہ پسند فرمایا کہ حضرات مرتبین ہی کے نام سے ان کو موسوم کیا جائے اور ساتھ اس طرح عبارت لکھ دی جائے ''یہ تالیف حسبِ ارشاد حضرت شیخ ہوئی ہے''۔

۱۔الحل المفہم۔حضرت مولانا عاقل صاحب مدظلہ العالی
۲۔انعام الباری۔حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلندشہری رحمۃ اللہ علیہ
۳۔حقوق الوالدین۔حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلندشہری رحمۃ اللہ علیہ
۴۔تکملۃ الاعتدال۔حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلندشہری رحمۃ اللہ علیہ
۵۔فضائل صحابہ۔حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلندشہری رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ابتدائی اذکار واشغال برائے متوسلین حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ۔حضرت صوفی محمد اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۷۔فیض شیخ۔حضرت صوفی محمد اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۸۔مجموعہ رسائل ثلاثہ (یہ تین رسالوں کا مجموعہ ہے: دعوت وتبلیغ میں ذکر کی اہمیت، اعتکاف کی اہمیت کے بارے میں حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کا اہم گرامی نامہ، ایک نصیحت آموز ترغیبی خط)۔حضرت صوفی محمد اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔اکابر کا سلوک واحسان۔حضرت صوفی محمد اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔مجموعہ وصایا امام اعظم۔حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلندشہری رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ام الامراض۔حضرت صوفی محمد اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔اکابر کا تقوی۔حضرت صوفی محمد اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔صقالۃ القلوب۔حضرت صوفی محمد اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔شجرہ نقشبندیہ امدادیہ خلیلیہ مع طریقہ ذکر برائے متوسلین حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ۔حضرت صوفی محمد اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مہد سے لحد تک	
۱۱؍رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ	کاندھلہ کی خاندانی مسجد میں خاندان کے شرفاء و بزرگ و اہل محلّہ تراویح سے فارغ ہوکر واپس آرہے تھے کہ مستقبل کے شیخ الحدیث کی ولادت باسعادت کی خبر ملی۔
۱۸؍رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ	ولادت کے ساتویں روز بچے کے بال منڈوا کر اس کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی گئی، عقیقہ مسنونہ کیا گیا، اور بچہ کے دو نام رکھے گئے، محمد موسیٰ، محمد زکریّا۔ اسی دوسرے نام نے شہرت پائی، اور آپ اسی سے مشہور و مقبول عوام و خواص ہوئے۔
عمر مبارک کے ڈھائی سال	آپ اپنی والدہ کے ساتھ گنگوہ منتقل ہوگئے۔
عمر مبارک کے سات سال	آپ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز ہوا، اور آپ نے حفظ قرآن کے سلسلہ میں بغدادی قاعدہ کا آغاز فرمایا۔
۲۳؍جمادی الاولی ۱۳۲۳ھ	آپ کے دادا پیر یعنی آپ کے والد ماجد کے پیر و مرشد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ رحلت فرماگئے۔
۱۳۲۵ھ	حفظ قرآن کے بعد حضرت شیخ نے ابتدائی اُردو اور فارسی تعلیم کا آغاز کیا۔

رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ	حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے عربی تعلیم کا باقاعدہ آغاز مظاہر العلوم سہارنپور میں کیا۔
۲۸ھ تا ۳۴ھ تک کا عرصہ	حضرت شیخ کی طالب علمی کا ہے، جس میں آپ نے درسِ نظامی میں شامل تمام کتب پڑھیں۔
۲۸/شعبان ۱۳۲۹ھ	الفیہ ابن مالک کی اُردو شرح کی تصنیف کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔
۷/محرم الحرام ۱۳۳۲ھ	حدیث کے آغاز کے سلسلہ میں مشکوٰۃ شریف اپنے والد ماجد مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شروع کی۔
۱۳۳۲ھ	سلم العلوم (فن منطق و معقولات میں) کی اُردو شرح کی ابتداء فرمائی اور زمانۂ طالبِ علمی میں ہی اس کی تکمیل فرمائی۔ اضافہ براشکال اقلیدس مرتّب فرمائی۔
شوال ۱۳۳۳ھ	دورۂ حدیث کی ابتداء ہوئی، ابن ماجہ کے علاوہ دیگر کتب حدیثِ صحاحِ ستّہ اپنے والد ماجد سے شروع کیں۔
شوال ۱۳۳۳ھ	حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔
۱۰/ذی قعدہ ۱۳۳۴ھ	آپ کے والد ماجد حضرت مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحلت فرماگئے۔اس وقت حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ۱۹ سال تھی۔
۱۳۳۴ھ	حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف اور ترمذی شریف پڑھنا شروع کی۔

یکم محرم الحرام ۱۳۳۵ھ	حضرت شیخ کا مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں بحیثیت مدرّس تقرّر ہوا۔
۲۹ صفر ۱۳۳۵ھ	حضرت شیخ کی شادی خانہ آبادی مولانا رؤوف الحسن صاحب کی صاحبزادی بی بی امۃ المتین صاحبہ سے ہوئی۔
۳ یا ۴ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ	حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سنن ابی داؤد کی شرح بذل المجہود کی تالیف کے سلسلہ میں تعاون شروع کیا۔
۲۷ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ	حضرت شیخ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا، حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔
شوال ۱۳۳۵ھ	حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے ابوداؤد پڑھنا شروع کی۔
۱۳۳۵ھ	''مشائخ چشتیہ'' کی تصنیف فرمائی، جس میں حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مشائخ چشتیہ کے احوال تحریر کئے۔ تاریخ مظاہر العلوم سہارنپور کی تالیف شروع فرمائی، جس میں مظاہر العلوم سہارنپور کے ۵۰ سالہ حالات تحریر فرمائے۔
شوال ۱۳۳۶ھ	حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے مسلم شریف اور سنن نسائی پڑھنا شروع کی۔
۴ شعبان ۱۳۳۷ھ	حضرت شیخ کے یہاں صاحبزادی کی ولادت ہوئی۔ بچی کا نام ذکیّہ رکھا گیا۔ یہ حضرت شیخ کی سب سے پہلی صاحبزادی تھیں۔

۲؍شعبان ۱۳۳۸ھ	حضرت شیخ اپنے سب سے پہلے سفرِ حجاز اور حج کے لئے سہارنپور سے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔
۲۷/۲۸؍شعبان ۱۳۳۸ھ	بحری جہاز کے ذریعہ بمبئی سے حجازِ مقدس کے لئے روانہ ہوئے۔
رمضان ۱۳۳۸ھ	اس سال کے ماہ مبارک سے روزانہ ایک قرآن شریف پڑھنے کا معمول شروع ہوا، جو ۱۳۸۰ھ تک برقرار رہا۔
۱۰؍رمضان ۱۳۳۸ھ	حضرت شیخ اپنے سب سے پہلے سفرِ حج کے سلسلہ میں جدّہ پہنچے۔
۲۰؍شوال ۱۳۳۸ھ	مدینہ طیّبہ میں حضرت شیخ کی سب سے پہلی حاضری ہوئی۔
۴؍ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ	فریضۂ حج کی ادائیگی کی نیّت سے مدینہ طیبہ سے مکہ معظّمہ پہنچے۔
۴؍ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ	حضرت شیخ کے یہاں بچی کی ولادت ہوئی۔ بچی کا نام ذاکرہ رکھا گیا۔
وسط محرم الحرام ۱۳۳۹ھ	حجازِ مقدس سے پہلا فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد ہندوستان کی طرف واپسی ہوئی۔
۸؍صفر ۱۳۳۹ھ	پہلا حج ادا کرنے کے بعد سہارنپور پہنچے۔
۲۲؍ربیع الاول ۱۳۴۱ھ	رسالہ ''حجۃ الوداع'' کی تالیف کا آغاز فرمایا۔
۲۴؍ربیع الاول ۱۳۴۱ھ	رسالہ ''حجۃ الوداع'' کو حیرت انگیز طور پر محض ایک دن اور ڈیڑھ رات میں مکمل فرمالیا۔
۴؍ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ	''سنن نسائی'' کی تقریر لکھنے کی ابتداء فرمائی۔
جمادی الثانیۃ ۱۳۴۱ھ	''تقریر سنن نسائی'' کی تکمیل فرمائی۔

رجب ۱۳۴۱ھ	حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے بخاری شریف کے تین پارے پڑھائے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ آپ نے حدیث پڑھائی۔
شوال ۱۳۴۱ھ	باقاعدہ حدیث کی تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا، مشکوٰۃ شریف آپ کے زیرِ درس رہی۔
شوال ۱۳۴۱ھ	مشکوٰۃ شریف کی اردو شرح ''تقریر مشکوٰۃ'' لکھنا شروع کی۔ یہ آپ کی تدریس حدیث کا پہلا سال تھا، اور اسی تدریسی سال کے دوران اس شرح کو مکمل فرمالیا۔
۲۵؍محرم الحرام ۱۳۴۲ھ	''الوقائع والدھور'' کے عنوان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، اور اس کے بعد کے سلاطین بنی امیّہ وغیرہم کے حالات پر کتاب لکھنے کا آغاز فرمایا، جس کا سلسلہ ۱۳۸۸ھ تک چلتا رہا۔
۸؍جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ	''اصول حدیث علی مذہب الحنفیہ'' کے عنوان سے مسلک حنفیہ پر اصول حدیث کے متن کا آغاز فرمایا۔
۱۰؍جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ	''اصول حدیث علی مذہب الحنفیہ'' کی تالیف کو مکمل فرمایا۔
رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ	حضرت شیخ کے یہاں صاحبزادہ کی ولادت ہوئی۔ بچے کا نام محمد موسیٰ رکھا گیا۔ یہ حضرت شیخ کے سب سے پہلے صاحبزادے تھے۔ خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی کی تالیف کا آغاز فرمایا۔

۹ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ	حضرت شیخ کے صاحبزادے محمد موسیٰ ۷، ۸ ماہ حیات رہ کر بستی نظام الدین میں انتقال کر گئے۔
۸ جمادی الثانیہ ۱۳۴۴ھ	خصائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شرح شمائل ترمذی کی تالیف سے فراغت حاصل ہوئی۔
۲۴ شوّال ۱۳۴۴ھ	دوسرے سفرِ حجاز اور حج کے لئے سہارنپور سے روانہ ہوئے۔
۷ ذی قعدہ ۱۳۴۴ھ	بمبئی سے حج کے لئے جدّہ نامی بحری جہاز پر حجاز مقدس کے لئے روانہ ہوئے۔
۲۱ ذی قعدہ ۱۳۴۴ھ	جدّہ پہنچے۔
۲۵ ذی قعدہ ۱۳۴۴ھ	مکہ مکرمہ میں حاضری ہوئی۔
۲۶ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ	حج ادا کرنے کے بعد مدینہ طیّبہ روانگی ہوئی۔
۸ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ	دوسرا حج ادا کرنے کے بعد مدینہ طیّبہ میں حاضری نصیب ہوئی۔
صفر ۱۳۴۵ھ	حضرت شیخ کے یہاں تیسری صاحبزادی کی ولادت ہوئی، بچی کا نام شاکرہ رکھا گیا۔
یکم ربیع الاول ۱۳۴۵ھ	مدینہ منورہ میں روضۂ اقدس کے پاس قدمین مبارک کی رُخ پر بیٹھ کر مؤطاً امام مالک کی شرح ''اوجز المسالک'' کی ابتداء کی۔
۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ھ	استاذ الاساتذہ قاری حسن شاعر کی عربی کتاب ''تحفۃ الاخوان فی بیان احکام تجوید القرآن'' کا اردو ترجمہ مکمل کیا۔ یہ ترجمہ بعد میں تحفۃ الاخوان کے نام سے طبع ہوا۔

۲۱؍شعبان ۱۳۴۵ھ	’’بذل المجہو د‘‘شرح ابی داؤدشریف جس کی تصنیف کے سلسلہ میں آپ حضرت سہارنپوری کے ساتھ مکمل تعاون فرما رہے تھے، پایۂ تکمیل کو پہنچی۔
۲۳؍شعبان ۱۳۴۵ھ	’’بذل المجہو د‘‘ کی تکمیل کے سلسلہ میں مدرسہ شرعیّہ میں بعد نماز جمعہ علماءِ مدینہ کی دعوت کا اہتمام کیا گیا۔
۱۶؍ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ	مدینہ طیّبہ سے حج کی ادائیگی کے لئے روانگی ہوئی۔
۱۳۴۶ھ	سہارنپورتشریف لاکر تدریس،تصنیف اور علمی مشاغل میں مصروف ہوگئے۔
۱۵؍ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ	آپ کے شیخ ومربی روحانی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نوراللہ مرقدہ رحلت فرماگئے۔
۱؍جمادی الثانیۃ ۱۳۴۷ھ	’’المؤلفات والمؤلفین‘‘ کے عنوان سے کتب حدیث وفقہ کے معروف مصنفین کے حالات پر کتاب لکھنے کا آغاز فرمایا،جس کا سلسلہ ۱۳۸۸ھ تک چلتا رہا۔
۱۳۴۷ھ	حضرت شیخ کے یہاں بچی کی ولادت ہوئی، بچّی کا نام راشدہ رکھا گیا۔
اوائل ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ	’’فضائل قرآن‘‘ کی تالیف کا آغاز فرمایا۔
۲۹؍ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ	’’فضائل قرآن‘‘ کی تصنیف کو مکمل فرمایا۔ یہ فضائل کا سب سے پہلا رسالہ ہے، جو حضرت شیخ نے تصنیف فرمایا،اوراس وقت ’’تبلیغی نصاب؍فضائل اعمال‘‘ کا نہایت اہم حصہ ہے۔

رجب ۱۳۴۹ھ	حضرت شیخ کے یہاں صاحبزادہ کی ولادت ہوئی، بچے کا نام محمد ہارون رکھا گیا، بچہ کامختصر عمر میں ہی انتقال ہوگیا۔
۲۷؍رمضان ۱۳۴۹ھ	''فضائل رمضان'' کی تالیف سے فارغ ہوئے جو کہ تبلیغی نصاب؍فضائل اعمال'' کا اہم حصہ ہے۔
۱۳؍محرم ۱۳۵۰ھ	''قرآن عظیم اور جبریہ تعلیم'' کے عنوان سے ایک خط لکھ کر ممبران اسمبلی اور دیگر سربرآوردہ مسلمانوں کے پاس بھیجا تھا جو کہ کتابی شکل میں شائع ہوا۔
۵؍صفر ۱۳۵۰ھ	''فضائل تبلیغ'' کے عنوان سے رسالہ تحریر کیا جو کہ ''تبلیغی نصاب؍فضائل اعمال'' کا اہم اور لازمی حصّہ ہے۔
۲۸؍ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ	حضرت شیخ کے یہاں بچی کی ولادت ہوئی، بچی کا نام خالدہ رکھا گیا۔
وسط ربیع الاوّل ۱۳۵۲ھ	''الکوکب الدری'' کی جلد اوّل پر حواشی کی تکمیل فرمائی۔
۹؍ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ	حضرت شیخ کے یہاں بچی کی ولادت ہوئی، بچی کا نام شاہدہ رکھا گیا۔
۱۶؍رجب ۱۳۵۳ھ	''الکوکب الدری'' کی جلد ثانی پر حواشی کی تکمیل سے فراغت ہوئی۔
۲۴؍ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ	حضرت شیخ کے یہاں بچی کی ولادت ہوئی، بچی کا نام صفیہ رکھا گیا۔ یہ حضرت شیخ کی پہلی اہلیہ سے سب سے آخری اولاد تھیں۔

۵؍ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ	آپ کی اہلیہ محترمہ بی بی امۃ المتین صاحبہ کا انتقال ہوا۔ حضرت شیخ کے قلب پر ان کے انتقال کا طبعی اثر تھا۔ نماز جنازہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔
۲۱؍محرم الحرام ۱۳۵۶ھ	حضرت شیخ کی صاحبزادی صفیہ کا تقریباً دوماہ کی عمر میں انتقال ہوگیا۔
۸؍ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ	آپ کا عقد ثانی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی عطیہ صاحبہ سے نظام الدین دہلی میں بعد نمازِ جمعہ ہوا۔ نکاح حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا۔
۲۹؍شعبان ۱۳۵۷ھ	''الاعتدال فی مراتب الرجال'' کے عنوان سے چند سوالوں کا جواب تحریر کیا، جو بعد میں کتابی شکل میں شائع ہوا۔
۱۲؍شوّال ۱۳۵۷ھ	''حکایات صحابہ'' کی تالیف سے فراغت حاصل ہوئی۔ یہ کتاب ''تبلیغی نصاب؍فضائل اعمال'' کا اہم اور بنیادی حصّہ ہے۔
۷؍محرم الحرام ۱۳۵۸ھ	''فضائل نماز'' کے عنوان سے رسالہ تحریر کیا۔ یہ رسالہ تبلیغی نصاب؍فضائل اعمال کا ایک اہم اور کثرت سے پڑھا جانے والا حصہ ہے۔
۱۸؍ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ	حضرت شیخ کے یہاں دوسری اہلیہ محترمہ سے صاحبزادہ کی ولادت دہلی میں ہوئی۔ بچہ کا نام عبدالحئی رکھا گیا اور یہ دوسری اہلیہ محترمہ سے سب سے پہلی اولاد تھی۔

۲۱؍جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ	حضرت شیخ کے صاحبزادہ عبدالحئی کا انتقال ایک ماہ کی عمر میں ہوگیا۔
۲۶؍شوّال ۱۳۵۸ھ	''فضائل ذکر'' کے عنوان سے رسالہ تحریر کیا۔ یہ رسالہ تبلیغی نصاب؍فضائل اعمال کا ایک اہم اور کثرت سے پڑھا جانے والا حصّہ ہے۔
۲؍جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ	حضرت شیخ کے یہاں بچہ کی ولادت ہوئی، بچے کا نام طلحہ رکھا گیا۔
۱۶؍رجب ۱۳۶۲ھ	آپ کے اکابر میں سے ایک اہم بزرگ حکیم الامّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نوراللہ مرقدہ انتقال فرما گئے۔
۲۱؍رجب ۱۳۶۳ھ	آپ کے عم محترم حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا عظیم سانحہ پیش آیا۔
۲۹؍شعبان ۱۳۶۶ھ	رمضان گزارنے کے لئے نظام الدین دہلی پہنچے، اور ایک ماہ کے اعتکاف کی نیت سے مقیم ہوگئے، اور پورا ماہ رمضان المبارک وہیں پر گزارا۔
۳؍شوّال ۱۳۶۶ھ	''فضائل حج'' کے عنوان سے رسالہ لکھنے کی ابتداء فرمائی۔
۲۹؍شوّال ۱۳۶۶ھ	آپ کی صاحبزادی ذکیّہ زوجہ مولانا محمد یوسف صاحب کا انتقال مغرب کی نماز کے دوران سجدہ کی حالت میں ہوا۔

۱۱ر محرم الحرام ۱۳۶۷ھ	سہارنپور میں مغرب کی نماز کے بعد وہ تاریخ ساز مشورہ ہوا، جس کے نتیجہ میں مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب رحمہم اللہ اجمعین، نے ہندوستان ہی میں قیام کا فیصلہ فرمایا۔
۱۴ر جمادی الاولی ۱۳۶۷ھ	''فضائل حج'' کی تالیف سے فارغ ہوئے اور جب کہ یہ رسالہ زیرِ طبع تھا، ایک متقی بزرگ نے خواب دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کعبۃ اللہ کی تعمیر میں مصروف ہیں، جس سے یہ تعبیر اخذ کی گئی کہ یہ رسالہ ''فضائل حج'' کعبۃ اللہ کی تعمیر روحانی اور حجاج کرام کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگا۔
۲۲ر صفر ۱۳۶۸ھ	''فضائل صدقات'' کی تالیف کو مکمل فرمایا۔ بعد میں ایک مستقل کتاب کی حیثیت سے شائع ہوا۔ تبلیغی جماعت کی تعلیم کے حلقہ میں اس کو نہایت اہتمام کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔
۱۲ر رجب ۱۳۶۹ھ	حضرت شیخ کی صاحبزادی شاکرہ کا انتقال سورۃ یٰسٓ کی تلاوت سنتے ہوئے ہوا۔
۲۸ر ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ	مؤطا امام مالک کی شرح ''اوجز المسالک'' پایۂ تکمیل کو پہنچی۔
۷ر محرم الحرام ۱۳۷۶ھ	''لامع الدّراری'' کی تصنیف کا آغاز فرمایا۔
۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ	آپ کے اکابر میں سے ایک اہم بزرگ حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

۱۳؍ربیع الاوّل ۱۳۸۲ھ	آپ کے اکابر میں سے ایک اور اہم بزرگ مولانا عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہ، انتقال فرما گئے۔
۶؍ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ	حضرت شیخ تیسرے سفر حجاز اور چوتھے حج کے لئے سہارنپور سے روانہ ہوئے۔
۲۷؍ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ	حج سے فراغت کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ طیّبہ کے لئے روانہ ہوئے۔
۲۸؍ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ	مدینہ طیّبہ میں حاضری ہوئی۔
یکم؍صفر ۱۳۸۴ھ	مدینہ طیّبہ سے روانہ ہو کر مکہ مکرمہ پہنچے۔
۱۳؍صفر ۱۳۸۴ھ	حجاز مقدس سے کراچی تشریف لائے۔
ربیع الاوّل ۱۳۸۴ھ	پاکستان کے مختلف شہروں کا دورہ کرتے ہوئے سہارنپور واپس تشریف لے آئے۔
۲۵؍رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ	''فضائل دُرود شریف'' کا آغاز فرمایا۔
۲۹؍ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ	آپ کے قوت بازو، اور آپ کے محبوب بھائی حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا عظیم سانحہ پیش آیا۔
۶؍ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ	''فضائل درود شریف'' کو مکمل فرمایا۔ یہ رسالہ بھی تبلیغی نصاب؍فضائل اعمال کا ایک اہم حصّہ ہے اور اس رسالہ سے حضرت شیخ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھرپور عکاسی و ترجمانی ہوتی ہے۔

۱۰؍ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ	حضرت شیخ نے اپنے چوتھے سفر حجاز اور پانچویں حج کے لئے جانے کا ارادہ فرمایا۔
۱۲؍ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ	جدّہ سے ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ میں حاضری ہوئی اور عمرہ ادا فرمایا۔
۲۴؍ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ	حج سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے۔
۱۱؍محرم الحرام ۱۳۸۷ھ	مدینہ طیّبہ سے واپسی کے وقت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے احرام باندھا اور رات مکہ مکرمہ پہنچ کر اپنے مربی و مرشد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے عمرہ ادا کیا۔
محرم الحرام ۱۳۸۷ھ	سفر حج سے واپسی پر کراچی تشریف لائے۔
۱۰؍ربیع الاوّل ۱۳۸۸ھ	''لامع الدراری'' کی تصنیف کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔
۱۲؍ربیع الاوّل ۱۳۸۸ھ	مدارس عربیہ میں ہڑتال، اسٹرائک کے بڑھتے ہوئے رجحانات کے متعلق ایک رسالہ ''اسٹرائک'' کے عنوان سے تحریر فرمایا۔
۱۷؍ربیع الاوّل ۱۳۸۸ھ	''لامع الدراری'' کی تکمیل کی خوشی میں، حضرت شیخ کی طرف سے دعوت کا اہتمام کیا گیا۔
۱۵؍ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ	''آپ بیتی'' کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا۔ یہ رسالہ ''آپ بیتی'' کے سات نمبرات میں سے سب سے پہلا نمبر ہے۔
۲۵؍شوّال ۱۳۸۸ھ	سہارنپور میں دار الطلبہ جدید کے دار الحدیث کا افتتاح فرمایا اور اسی روز بخاری شریف کے سبق کا آغاز فرمایا۔

صفر ۱۳۸۹ھ	حضرت شیخ پانچویں سفر حجاز پر روانہ ہوئے۔اس سفر حجاز میں حضرت شیخ نے حج ادا نہیں فرمایا، بلکہ حج سے پہلے ہی واپس آ گئے تھے۔
۱۴؍رجب ۱۳۸۹ھ	حضرت شیخ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت اقدس سہارنپوری کی طرف سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ ادا فرمایا۔
رمضان ۱۳۸۹ھ	اس سال کا ماہ مبارک حرمین شریفین میں گزارا۔ابتدائی ۱۵ دن مکہ مکرمہ میں اور آخری ۱۵ دن مدینہ طیّبہ میں گزارے۔
شوّال ۱۳۸۹ھ	حضرت شیخ نے حجازِ مقدس سے واپسی پر کراچی میں قیام فرمایا۔
ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ	سفر حجاز سے واپس سہارنپور پہنچے۔
۱۷؍جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ	رسالہ ''عمرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کی تالیف کا آغاز فرمایا۔
۱۵؍رجب ۱۳۹۰ھ	''عمرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کی تصنیف کو مکمل فرمایا۔
۱۵؍ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ	حضرت شیخ اپنے چھٹے سفر حجاز اور چھٹے حج کے لئے سہارنپور سے روانہ ہوئے۔
۱۳۹۱ھ	حج کے بعد سہارنپور واپسی ہوئی۔
ربیع الاوّل ۱۳۹۳ھ	حضرت شیخ نے اپنے صاحبزادہ مولوی محمد طلحہ کو بیعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔
۱۸؍ربیع الاوّل ۱۳۹۳ھ	سہارنپور سے حجاز کے لئے اس نیّت سے سفر فرمایا کہ اب مستقل قیام حجاز مقدس میں ہی کرنا ہے، گویا حضرت شیخ نے ہجرت ہی کی نیّت فرمائی۔

۲۶/ربیع الاوّل ۱۳۹۳ھ	بمبئی سے حجاز کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز روانگی ہوئی۔
۲۷/ربیع الاوّل ۱۳۹۳ھ	مکہ معظّمہ پہنچے اور عمرہ ادا فرمایا۔
۱۶/۱۵/ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ	مستقل قیام کی نیّت سے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔
۱۶/جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ	حضرت شیخ کو حجازِ مقدس میں مستقل قیام کے لئے، اقامہ بننے کی اطلاع دی گئی۔
۲۳/جمادی الثانیہ ۱۳۹۳ھ	اقامہ کی باقاعدہ مدّت کی ابتداء ہوئی۔ حضرت شیخ کا اقامہ سعودی عرب کے فرماں رواشاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ نے براہِ راست منظور کیا تھا، اور اس میں شیخ صالح قزاز اور شیخ محمد علوی مالکی کی کوششوں کو بہت دخل تھا۔
۳/۲/جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ	حضرت شیخ حجاز مقدس سے کراچی تشریف لائے۔
۲۵/۲۴/جمادی الثانیہ ۱۳۹۴ھ	کراچی سے دہلی روانہ ہوئے۔
۲۷/۲۶/جمادی الثانیہ ۱۳۹۴ھ	سہارنپور پہنچ گئے۔

رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ	سہارنپور میں دار جدید کی مسجد میں ماہِ مبارک کا قیام ہوا۔ اس سال معتقدین کا بہت ہجوم رہا۔
۱۵ر ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ	سہارنپور سے سفر حجاز کے لئے روانگی ہوئی۔
۲۲ر ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ	مکہ معظّمہ پہنچے۔
۱۶ر ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ	حج سے فراغت کے بعد مدینہ طیّبہ پہنچ گئے۔
۲۸ر رجب ۱۳۹۵ھ	رمضان المبارک ہندوستان میں گزارنے کے ارادہ سے مکہ معظّمہ سے روانگی ہوئی۔
یکم ر شعبان ۱۳۹۵ھ	نظام الدین دہلی پہنچے۔
۳ر شعبان ۱۳۹۵ھ	بخاری شریف کا ختم فرمایا۔
رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ	اپنے معمول کے مطابق سہارنپور میں دار جدید کی مسجد میں پورے ماہ کے قیام کی نیّت سے معتکف ہوگئے۔
۱۴ر جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ	ہندوستان کے سفر کے سلسلہ میں مدینہ طیّبہ سے روانگی ہوئی۔
۹ر رجب ۱۳۹۶ھ	سہارنپور پہنچے۔
رمضان ۱۳۹۶ھ	حسب سابق ماہ مبارک سہارنپور میں دار جدید کی مسجد میں گزارا۔
۲۲ر ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ	حجاز مقدس کے لئے سہارنپور سے روانگی۔
ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ	اس سال حضرت شیخ نے امراض کی وجہ سے حج نہیں فرمایا۔

۲۴/جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ	ایک صالح آدمی کے مکاشفہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہندوستان کے سفر کا اشارہ ملنے پر مدینہ طیّبہ سے روانہ ہوئے۔
۵/رجب ۱۳۹۷ھ	مکہ معظّمہ میں حضرت شیخ کو حجاز مقدس میں مستقل رہائش کے سلسلہ میں تابعیہ مل گیا۔
رجب ۱۳۹۷ھ	پاکستان تشریف لائے، اور وہاں سے چند روز بعد ہندوستان تشریف لے گئے۔
۲۸/شعبان ۱۳۹۷ھ	ماہ مبارک کے اعتکاف کے سلسلہ میں دار جدید میں منتقل ہوگئے۔
ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ	سہارنپور سے روانہ ہوئے اور پاکستان سے ہوتے ہوئے اسی ماہ حجاز مقدس پہنچ گئے۔
رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ	اس سال کا ماہ مبارک بھی سہارنپور کے دار الطلبہ جدید کی مسجد میں گزشتہ سالوں کی طرح ہوا۔
رجب ۱۳۹۹ھ	انگلستان کے پہلے سفر پر مولانا یوسف متالا صاحب کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ یہ حضرت شیخ کا انگلستان کا سب سے پہلا سفر تھا۔
رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ	ماہ مبارک سہارنپور دار الطلبہ جدید میں گزارا۔
رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ	اس سال کا ماہ مبارک مفتی زین العابدین صاحب کی کوششوں سے پاکستان کے شہر فیصل آباد میں گزارا۔ حضرت شیخ کا قیام دار العلوم فیصل آباد کی مسجد میں رہا۔

۴؍شعبان ۱۴۰۱ھ	بہت سے مبشّرات اور پاکیزہ خوابوں کے اشارات کی بناء پر حضرت شیخ اسٹینگر (STANGER) ساؤتھ افریقہ میں ماہ رمضان المبارک گزارنے کی نیّت سے مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے۔
۱۴؍شعبان ۱۴۰۱ھ	جدّہ سے ری یونین(REUNION) کے لئے روانہ ہوئے۔
۲۹؍شعبان ۱۴۰۱ھ	حضرت شیخ اپنے تمام مہمانوں کے ساتھ اسٹینگر کی جامع مسجد میں منتقل ہوگئے اور پورے ماہ مبارک کے اعتکاف کی نیّت کرلی۔
۳؍شوال ۱۴۰۱ھ	بعد نماز ظہر الوداعی دعا کرائی گئی۔
۳۔۲۴؍شوّال ۱۴۰۱ھ	ان ایّام میں حضرت شیخ نے جنوبی افریقہ کے مندرجہ ذیل مقامات، سلورگلین،(SILVERGLEN) رچمنڈ (RICHMOND)، میرح برگ(MARTIZBURG) ،اسپنگو بیچ (ISPINGO BEACH)،وائٹ ریور(WHITERIVER) ، جوہانس برگ(JOHANNESBURG)، کیپ ٹاؤن (CAPE TOWN)، لے نیشیا(LENASIA)، زامبیا(ZAMBIA)، چپاٹا(CHIPATA)،لوساکا (LUSAKA)، کا تربیتی سفر فرمایا اور مختلف مقامات پر ذکر کے حلقے، دینی مجلسیں، مساجد، اور مدارس کے افتتاح ہوئے، اور ساؤتھ افریقہ کے مسلمانوں میں دینی جذبہ کی ایک لہر دوڑ گئی۔
۲۴؍شوّال ۱۴۰۱ھ	انگلستان کے سفر کے لئے لوساکا سے لندن روانہ ہوئے۔ یہ حضرت شیخ کا انگلستان کا دوسرا سفر تھا۔

یورپ کے تبلیغی مرکز ڈیوزبری (DEWSBURY) تشریف لے گئے۔	۲۹/شوّال ۱۴۰۱ھ
حجاز مقدس کے لئے روانہ ہوگئے۔	۱۶/ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ
مدینہ طیبہ سے ہندوستان تشریف لائے، مرض کی شدّت کے پیش نظر ۲۰ روز دہلی میں قیام فرمایا، اور وہاں کے ہولی فیملی ہسپتال میں داخل ہوئے۔	۱۵/محرم ۱۴۰۲ھ
دہلی سے سہارنپور تشریف لے گئے۔	۴/صفر ۱۴۰۲ھ
حجاز مقدس کے لئے روانہ ہوگئے۔	۱۸/ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ
کراچی پہنچے۔	۲۰/ربیع الاول ۱۴۰۲ھ
رات کو کراچی سے جدّہ روانہ ہوئے۔	۲۱/ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ
مکہ مکرمہ سے مدینہ منوّرہ تشریف لے گئے۔	۶/ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ
مغرب سے قبل اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ عشاء کے بعد جنت البقیع میں تدفین عمل میں آئی۔	یکم/شعبان ۱۴۰۲ھ

لوحِ سعید با تاریخ

۱۴۰۲ھ

بسم اللّٰہ المُھَیْمن التَّواب الرَّحمٰن الرَّحیْم نحمَدُ الحقَّ العَظیمَ ونُصلّی عَلی النبیِّ الکریْم

۱۴۰۲ھ ۱۹۸۲ء

آہ لکھ دو ہوا گل چراغ وطن

۱۴۰۲ھ

محدث جلیل عالم عابد مولانا محمد زکریا صاحب ادب آموز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا

۱۴۰۲ھ ۱۹۸۲ء

برد مضجعہ الولی القدوس نور مرقدہ العزیز العظیم القدوس

۱۴۰۲ھ ۱۹۸۲ء

ان اللہ الجلیل العزیز یرفع العلم برفع العلماء موتُ عالِم اھلِ الفنِّ موتُ العالَم

۱۴۰۲ھ ۱۴۰۲ھ

اَسأکان قیس ھلکہ ھلک واحد ولکنہ جدران قوم تھدما

۱۴۰۲ھ

آہ راہ حق کا محسن رہنما جاتا رہا روے گل سیر ندیدند و بہار آخر شدہ

۱۴۰۲ھ ۱۹۸۲ء

قطعۂ تواریخ

۱۴۰۲ھ

حضرتِ شیخِ زکریا ہادیِ راہِ خدا مرجعِ علماء و صلحاء اولیاء واتقیاء
ہادیِ بر حق حکیمِ بے عدیل ومقتدا واقفِ سرِّ طریقت، مرشدِ حق آشنا
صاحبِ تصنیف اور شارحِ حدیثِ مصطفیٰ شیخِ وقت وکامل الایمان رأسِ اصفیا
مشغلہ تھا درسِ قال اللہ اور قال الرسول سارے عالم میں رواں ہے آپ سے یہ سلسلہ
دعوت و تبلیغِ دین کے سرپرست و رہنما دینِ حق کا آپ سے عالم میں ہے ڈنکا بجا
موتِ عالِم موت عالَم کا سماں ہے رونما سارا عالم رنجِ فرقت میں تیرے ڈوبا ہوا
عاصیِ عثمان نے تاریخِ رحلت یوں کہا آپ عجب شانِ چمن ہے، آپ فخرِ اتقیا

۱۹۸۲ء

ہاتفِ غیبی بگوشِ من رسانید ایں ندا بمدینہ قبر در جنت کلید آرامگاہ

۱۴۰۲ھ

بکلک محمد عثمان عاصی معروفی

۱۴۰۲ھ